کیوں کر معلوم ہوا؟ فرمایا کہ لوحِ محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا، حالاں کہ شکمِ مادر میں تھا، اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے، اور میں ان کی آواز سنتا تھا، حالاں کہ میں شکمِ مادر میں تھا۔ بلفظہ۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کو ابتداے خلق سے علم غیب حاصل ہے، لوحِ محفوظ ان کے روبرو لکھی گئی، شکمِ مادر میں ہی علمِ غیب حاصل تھا۔

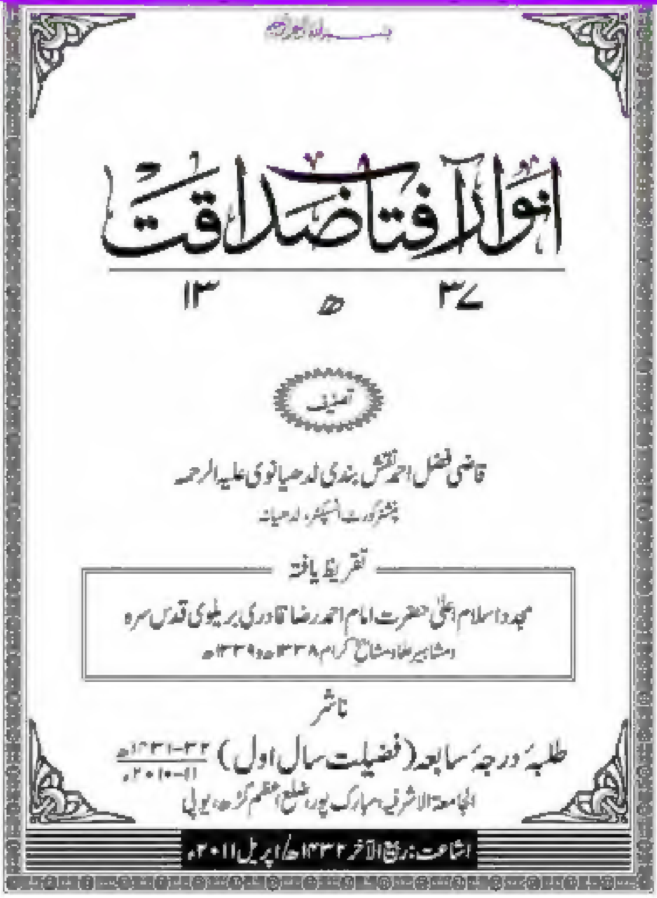
بسم اللہ الرحمن الرحیم

انوارِ آفتابِ صداقت

۱۳ ھ ۳۷

تصنیف

قاضی فضل احمد نقش بندی لدھیانوی علیہ الرحمہ
پنشنر کورٹ انسپکٹر، لدھیانہ

تقریظ یافتہ

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ
ومشاہیر علما ومشائخ کرام ۱۳۳۸ھ و ۱۳۳۹ھ

ناشر

طلبۂ درجۂ سابعہ (فضیلت سال اول) ۱۴۳۱-۳۲ھ / ۲۰۱۰-۱۱ء
الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی

اشاعت: ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ / اپریل ۲۰۱۱ء

(۴۳) مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی مرحوم لکھنوی، جلد دوم، ص: ۷۹، سطر: ۳۔

سوائے اس کے ہزار ہا دلائل حضور کے تولد شریف کے باب میں موجود ہیں۔ چناں چہ جواب سوال عباس عم رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ یعنی حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا کہ یارسول اللہ! چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا اور آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے ہاتھ میرا مضبوط باندھ دیا تھا، اس کی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے، یہ حال کیوں کر معلوم ہوا؟ فرمایا کہ لوحِ محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا، حالاں کہ شکمِ مادر میں تھا، اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے، اور میں ان کی آواز سنتا تھا، حالاں کہ میں شکمِ مادر میں تھا۔ بلفظہ۔

شرح عمدۃ القاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر، ج:٦، ص:٢٧٤، دار الفکر، بیروت

اس سے ظاہر ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کو ابتداے خلق سے علم غیب حاصل ہے، لوحِ محفوظ ان کے روبرو لکھی گئی، شکمِ مادر میں ہی علمِ غیب حاصل تھا۔

فصل پنجم: کتب سیر وغیرہ سے علمِ غیب کا ثبوت

آدمی اوران کی فضیحت ہوئی یعنی ان کی رسوائی ہوئی۔

(۲۱) شرح شفا حضرت ملا علی قاری، جلد اول، ص: ۲۴۱

قال ابن عباس رضي الله عنه: كان المنافقون من الرجال ثلث مائة و من النساء مائة و سبعين . بلفظه.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (بموجب ارشاد حضور ﷺ) بتلایا: منافق مرد تین سو تھے اور عورتیں منافقات ایک سو ستر تھیں۔

یہاں یہ بات بھی صاف ہوگئی جیسا کہ منافق کہتے تھے کہ ہم حضرت کے پاس رہتے ہیں لیکن ہم کو نہیں پہچانتے اور غیب کی باتیں بتلاتے ہیں، مگر بموجب حکم اللہ تعالیٰ منافقوں کو مسلمانوں سے جدا کر کے رکھ دیا اور تعداد بھی بتلا دی۔ وہ حکم اللہ تعالیٰ کا «مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الآیہ» میں ہے جو فصل دوم میں لکھا جا چکا ہے۔

(۲۳) مجموعۂ فتاوٰی مولوی عبدالحی مرحوم لکھنوی، جلد دوم، ص: ۹۷، سطر: ۲۔

سوائے اس کے ہزارہا دلائل حضور کے تولد شریف کے باب میں موجود ہیں۔ چناں چہ جواب سوال عباس عم رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، یعنی حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا کہ یارسول اللہ! چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا اور آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے ہاتھ میرا مضبوط باندھ دیا تھا، اس کی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے، یہ حال کیوں کر معلوم ہوا؟ فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا، حالاں کہ شکم مادر میں تھا، اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے، اور میں ان کی آواز سنتا تھا، حالاں کہ میں شکمِ مادر میں تھا۔ بلفظہ۔

[1] عمدة القاري، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، ج: ٦، ص: ٢٧٤. دار الفكر، بيروت

اس سے ظاہر ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کو ابتدائے خلق سے علم غیب حاصل ہے، لوحِ محفوظ ان کے روبرو لکھی گئی، شکمِ مادر میں ہی علمِ غیب حاصل تھا۔

فصل پنجم: کتب سیر وغیرہ سے علمِ غیب کا ثبوت

(۱) مناہج النبوۃ ترجمہ اردو مدارج النبوۃ، شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ محدث دہلوی، جلد اول، ص: ۱۲۔

یعنی چھ طرفیں جن کو فوق، تحت، یمین، شمال، قبل، بعد کہتے ہیں، اُن طرفوں کو حضرت کے حضور ایک جہت کے مانند گردانا ہے۔ (قطعہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انوارِ آفتابِ صداقت

۱۳۳۷ھ

تصنیف

قاضی فضل احمد نقش بندی لدھیانوی علیہ الرحمہ
پنشنر کورٹ انسپکٹر، لدھیانہ

تقریظ یافتہ

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ
ومشاہیر علما و مشائخ کرام ۱۳۳۸ھ و ۱۳۳۹ھ

ناشر

طلبۂ درجۂ سابعہ (فضیلت سال اول) ۱۴۳۱-۳۲ھ / ۲۰۱۰-۱۱ء
الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی

اشاعت: ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ / اپریل ۲۰۱۱ء

بریلوی علم غیب کو آپ کے لئے کو بتدریج مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علم غیب قرآن پاک کے مکمل ہونے تک مکمل ہوا

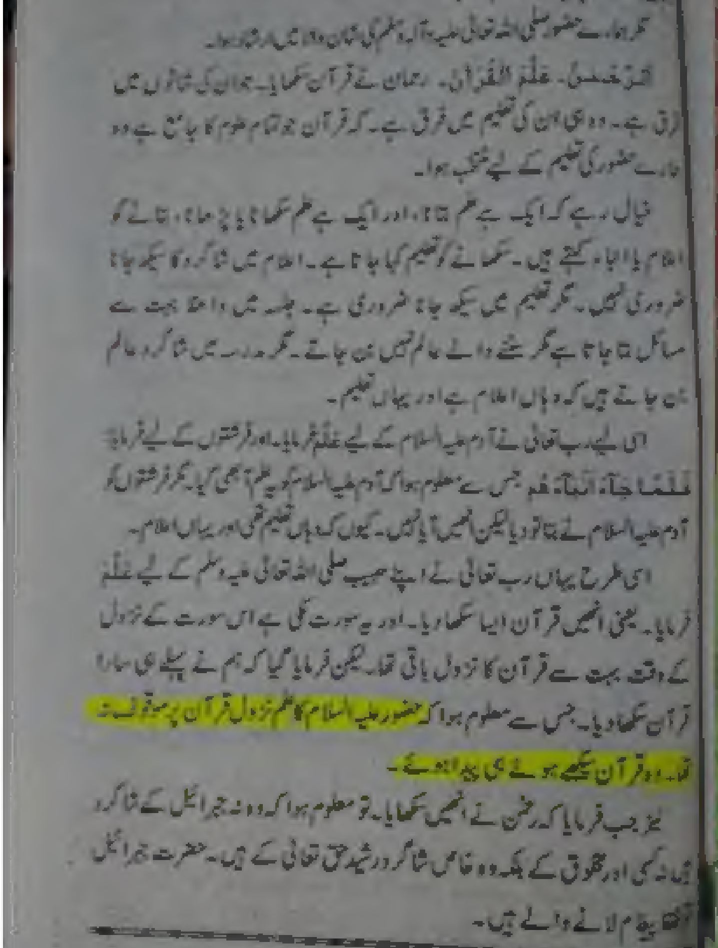

رب نے انھیں اپنے پاس سے علم سکھایا۔

مگر ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان والا میں ارشاد ہوا۔

الرحمٰن۔ علم القرآن۔ رحمان نے قرآن سکھایا۔ جیسا ان کی شانوں میں فرق ہے۔ ویسا ہی ان کی تعلیم میں فرق ہے۔ کہ قرآن جو تمام علوم کا جامع ہے وہ ہمارے حضور کی تعلیم کے لیے منتخب ہوا۔

خیال رہے کہ ایک ہے علم بتانا، اور ایک ہے علم سکھانا یا پڑھانا، بتانے کو اعلام یا انبا، کہتے ہیں۔ سکھانے کو تعلیم کہا جاتا ہے۔ اعلام میں شاگرد کا سیکھ جانا ضروری نہیں۔ مگر تعلیم میں سیکھ جانا ضروری ہے۔ جلسہ میں واعظ بہت سے مسائل بتا جاتا ہے مگر سننے والے عالم نہیں بن جاتے۔ مگر مدرسہ میں شاگرد عالم بن جاتے ہیں کہ وہاں اعلام ہے اور یہاں تعلیم۔

اسی لیے رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے لیے عَلَّمَ فرمایا، اور فرشتوں کے لیے فرمایا فَلَمَّآ اَنْبَاَھُمْ جس سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو یہ علم آ بھی گیا۔ مگر فرشتوں کو آدم علیہ السلام نے بتا تو دیا لیکن انھیں آیا نہیں۔ کیوں کہ وہاں تعلیم تھی اور یہاں اعلام۔

اسی طرح یہاں رب تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے عَلَّمَ فرمایا۔ یعنی انھیں قرآن ایسا سکھا دیا۔ اور یہ سورت مکی ہے اس سورت کے نزول کے وقت بہت سے قرآن کا نزول باقی تھا۔ لیکن فرمایا گیا کہ ہم نے پہلے ہی سارا قرآن سکھا دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا علم نزول قرآن پر موقوف نہ تھا۔ وہ قرآن سیکھے ہوئے ہی پیدا ہوئے۔

نیز جب فرمایا کہ رحمٰن نے انھیں سکھایا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ نہ جبرائیل کے شاگرد ہیں نہ کسی اور مخلوق کے بلکہ وہ خاص شاگرد رشید حق تعالیٰ کے ہیں۔ حضرت جبرائیل تو فقط پیغام لانے والے ہیں۔

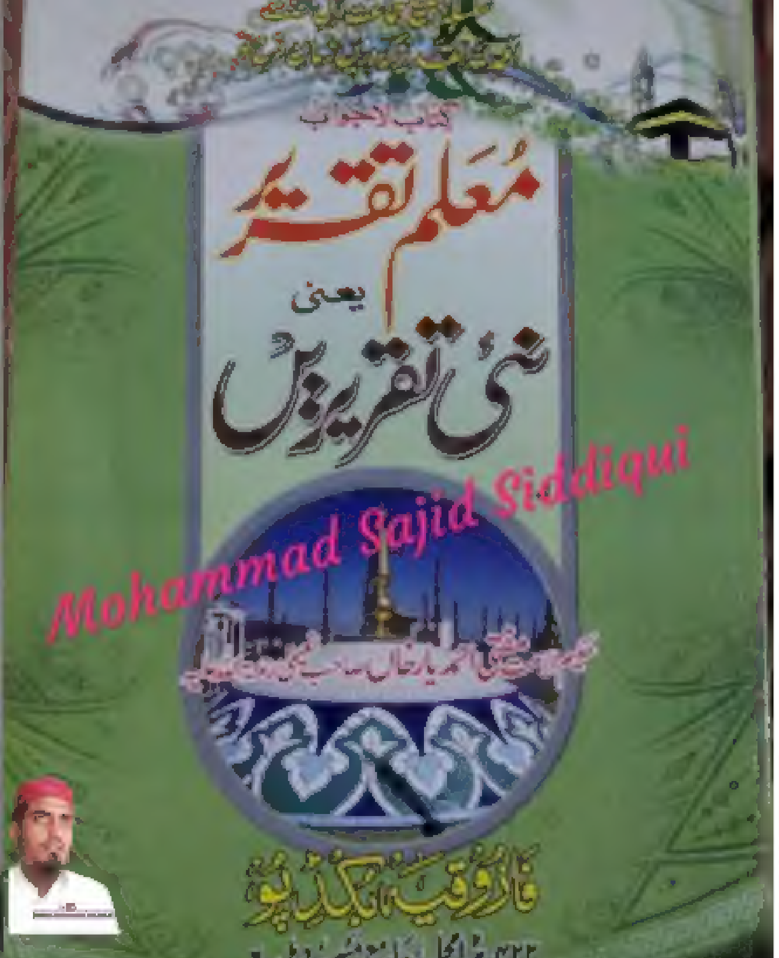

رب نے انھیں اپنے پاس سے علم سکھایا۔

مگر ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان والا میں ارشاد ہوا۔

اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ رحمان نے قرآن سکھایا۔ جو ان کی شانوں میں فرق ہے۔ وہ ہی ان کی تعلیم میں فرق ہے۔ کہ قرآن جو تمام علوم کا جامع ہے وہ ہمارے حضور کی تعلیم کے لیے منتخب ہوا۔

خیال رہے کہ ایک ہے علم بتانا، اور ایک ہے علم سکھانا یا پڑھانا، بتانے کو اعلام یا انباء کہتے ہیں۔ سکھانے کو تعلیم کہا جاتا ہے۔ اعلام میں شاگرد کا سیکھ جانا ضروری نہیں۔ مگر تعلیم میں سیکھ جانا ضروری ہے۔ جلسہ میں واعظ بہت سے مسائل بتا جاتا ہے مگر سننے والے عالم نہیں بن جاتے۔ مگر مدرسہ میں شاگرد عالم بن جاتے ہیں کہ وہاں اعلام ہے اور یہاں تعلیم۔

اسی لیے رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے لیے عَلَّمَ فرمایا۔ اور فرشتوں کے لیے فرمایا: فَلَمَّا جَآءَ اَنْبَاۗءَهُمْ جس سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو یہ علم آ بھی گیا۔ مگر فرشتوں کو آدم علیہ السلام نے بتا تو دیا لیکن انھیں آیا نہیں۔ کیوں کہ وہاں تعلیم تھی اور یہاں اعلام۔

اسی طرح یہاں رب تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے عَلَّمَ فرمایا۔ یعنی انھیں قرآن ایسا سکھا دیا۔ اور یہ سورت مکی ہے اس سورت کے نزول کے وقت بہت سے قرآن کا نزول باقی تھا۔ لیکن فرمایا گیا کہ ہم نے پہلے ہی سارا قرآن سکھا دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا علم نزول قرآن پر موقوف نہ تھا۔ وہ قرآن سیکھے ہوئے ہی پیدا ہوئے۔

نیز جب فرمایا کہ رحمٰن نے انھیں سکھایا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ نہ جبرائیل کے شاگرد ہیں نہ کسی اور مخلوق کے بلکہ وہ خاص شاگرد رشید حق تعالیٰ کے ہیں۔ حضرت جبرائیل توفقط پیغام لانے والے ہیں۔

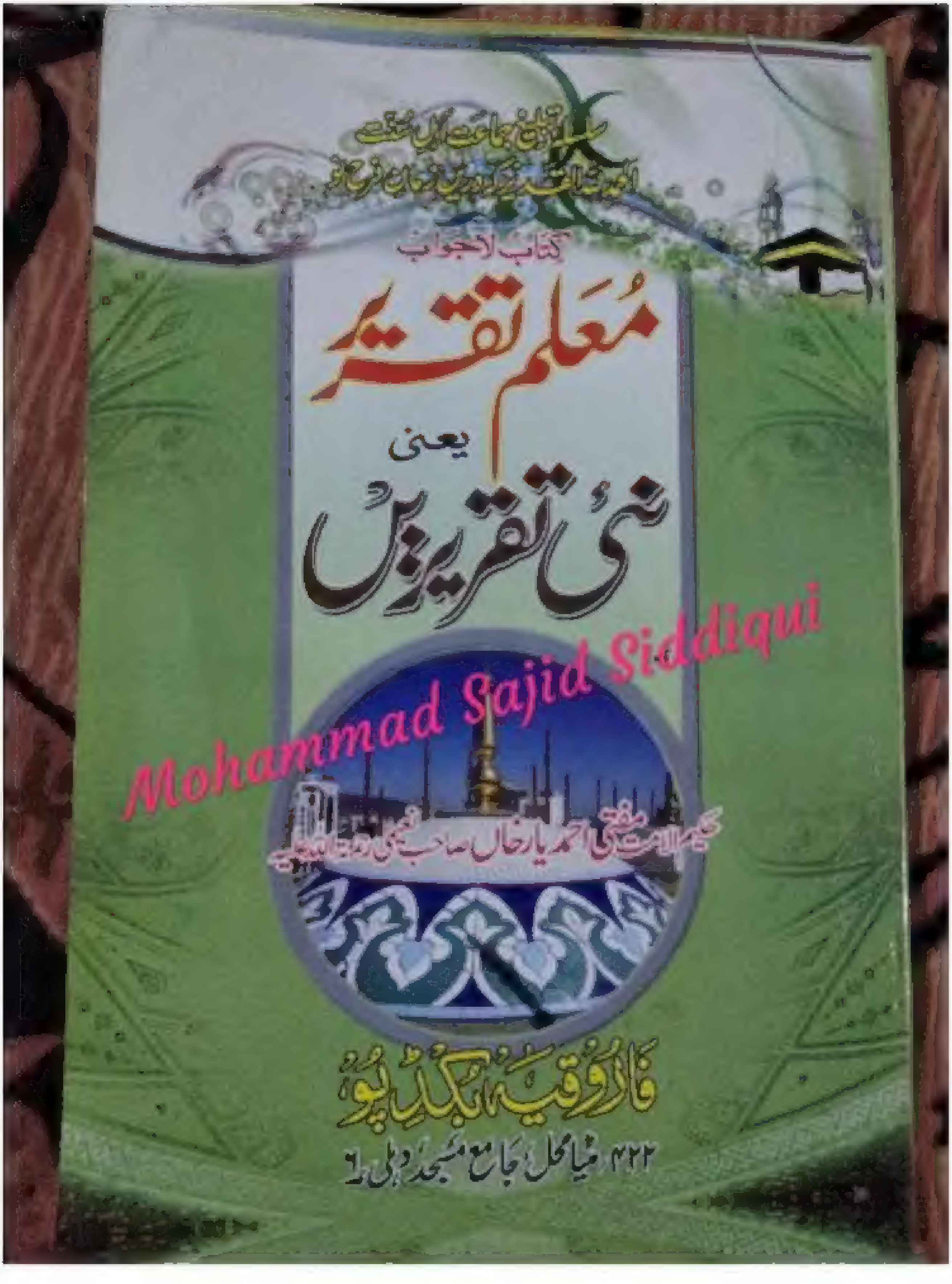
سلسلۂ تبلیغ جماعت اہل سنت
کتاب لاجواب
معلم تقریر
یعنی
سنی تقریریں
Mohammad Sajid Siddiqui
حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
فاروقیہ بکڈپو
۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶